احمدی نوجوانوں کے لئے

اکتوبر ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

اَمَر ہوئی ہے وہ تجھ سے محمّدِ عربی

کلام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

گھٹا کرم کی۔ ہجومِ بلا سے اُٹھّی ہے
جو آہ سجدۂ صبر و رضا سے اُٹھی ہے
رسائی دیکھو! کہ باتیں خدا سے کرتی ہے
یہ کائنات اَزل سے نہ جانے کتنی بار
سَدا کی رسم ہے۔ اِبلیسیّت کی بانگِ زبوں
حیا سے عاری۔ سیہ بخت۔ نیش زن۔ مردود
خموشیوں میں کھٹکنے لگی کسک دِل کی
مسیح بن کے۔ وہی آسماں سے اُتری ہے
وہ آنکھ اُٹھی تو مُردے جگا گئی لاکھوں
اَمَر ہوئی ہے وہ تجھ سے محمّدِ عربی
ہزار خاک سے آدم اُٹھے۔ مگر بخدا
بنا ہے مَہبطِ اَنوار قادیاں۔ دیکھو
کنارے گونج اُٹھے ہیں زمیں کے۔ جاگ اُٹھو
جو دِل میں بیٹھ چکی تھی۔ ہوائے عیش و طرب

کرامت اِک دلِ دَرد آشنا سے اُٹھی ہے
زمین بوس تھی۔ اُس کی عطا سے اُٹھی ہے
دُعا۔ جو قلب کے تحتُ الثّرٰی سے اُٹھی ہے
خلا میں ڈوب چکی ہے۔ خلا سے اُٹھی ہے
اَنا کی گود میں پل کر اِباء سے اُٹھی ہے
یہ واہ واہ کِسی کربلا سے اُٹھی ہے
اِک ایسی ہوک دلِ بے نوا سے اُٹھی ہے
جو اِلتجا۔ دلِ ناکتخدا سے اُٹھی ہے
قیامت ہوگی، کہ جو اِس ادا سے اُٹھی ہے
نِدائے عِشق۔ جو قولِ بلٰی سے اُٹھی ہے
شبیہہ وہ! جو تری خاکِ پا سے اُٹھی ہے
وہی صدا ہے۔ سُنو! جو سدا سے اُٹھی ہے
کہ اِک کروڑ صدا۔ اِک صدا سے اُٹھی ہے
بڑے جتن سے۔ ہزار اِلتجا سے اُٹھی ہے

حیاتِ نَو کی تمنّا۔ ہوئی تو ہے بیدار
مگر یہ نیند کی ماتی۔ دُعا سے اُٹھی ہے

(بشکریہ مجلّہ "المحراب" بسلسلہ سَوواں جلسہ سالانہ۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ کراچی صفحہ ۲۰)

اداریہ

"نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا"

اے غافلو! تلاش کرو........

امت محمدیہ کی شان اور اس کا مقام یہ ہے کہ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" یعنی تمام بنی نوع انسان کی بھلائی اور اس کے فائدے کے لئے تمہیں کھڑا کیا گیا۔ "للناس" کہہ کر رنگ و نسل، مذہب و ملت اور قوم و ملک ہر قسم کا فرق ختم کر دیا۔ اسی طرح ایک حدیث قدسی ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے عیادت نہیں کی تو اس پر وہ جواب دے گا تو رب العالمین ہے تو کیسے بیمار ہو سکتا ہے اور میں تیری عیادت کس طرح کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا بندہ بیمار ہے اور تو اس کی عیادت کے لئے نہیں گیا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اور اس کی عیادت میری عیادت ہوتی۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تو تو رب العالمین ہے۔ کھانے سے بے نیاز ہے۔ میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو گویا تو نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہوتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ کہے گا اے میرے ربّ! تو رب العالمین ہے۔ پیاس سے بے نیاز ہے۔ میں تجھے کیسے پانی پلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو گویا تو نے مجھے پانی پلایا ہوتا اور اس کا ثواب میں تجھے دیتا۔ (صحیح مسلم)

ان دونوں امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خدمت خلق کے لئے کسی رنگ و نسل یا مذہب و ملت کی قید نہیں ہے۔ "محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں" کا درس ان امور میں ملتا ہے۔ ان دنوں ہمارا وطن عزیز بارشوں اور سیلاب کی تباہیوں کا زبردست شکار ہوا ہے اور ہمارے وطن پر ایک قیامت ڈھا رہا ہے۔ ارشاد خداوندی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانی میں پیش پیش ہوں۔ اور اپنے بھائیوں کی ہر قسم کی مدد جو ہم کر سکتے ہیں اس طرح کریں جیسے گھر آئے مہمان کی کرنی چاہیئے اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ہماری ذمہ داری اور نصب

العین بھی یہی ہے کہ بنی نوع انسان کی خدمت اور انسانیت کی بھلائی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسم ہمیں راہم

اس صدی اور پاکستان کی تاریخ کا ہولناک ترین بارشوں اور سیلاب کا یہ طوفان قیامت بن کر آیا اور ناگہاں ہزاروں افراد کو موت کی نیند سلا گیا۔ لاکھوں ایکڑ اراضی پر فصلیں تباہ ہو گئیں اور اربوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اب اخبارات میں آئے روز سیلاب کی روک تھام کے لئے پیشگی منصوبہ بندی وغیرہ پر زور دیا جا رہا ہے کہ اس سے نجات کے لئے بیراج اور ڈیم بنائے جائیں اور دریاؤں کے بند مضبوط کئے جائیں۔

کچھ اور سمجھ بوجھ رکھنے والے ارباب حلّ و عقد اس کو عذابِ خداوندی سے تعبیر کر رہے ہیں اور یہ بعید از قیاس بات نہیں ہے بلکہ شاید ایسا ہی ہو۔ پاکستان کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ نوائے وقت میں ایک کالم نگار جناب اثر چوہان صاحب لکھتے ہیں۔

"ہمارے عقیدے کے مطابق مختلف ادوار میں مختلف قوموں اور قبیلوں پر ان کی سرکشی اور گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ یہ عذاب زلزلے کی صورت میں ہو یا سیلاب یا طوفان کی شکل میں یا پھر پلیگ اور جنگ کے انداز میں۔ عذاب بہر حال عذاب ہوتا ہے۔ پیغمبروں کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے رابطہ اور واسطہ تھا۔ وہ لوگوں کو خوشخبریاں بھی سناتے تھے اور آنے والے عذاب سے ڈراتے بھی تھے۔ کچھ لوگ راہ ہدایت اختیار کر کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاتے تھے اور نافرمان اور سرکش لوگ زمین کے پیٹ کی آگ کا ایندھن بن جاتے تھے"۔ (اثر چوہان۔ روزنامہ نوائے وقت 16 ستمبر 92ء صفحہ 4)

مجیب الرحمان شامی صاحب اپنے کالم "پانی کی آواز" میں رقمطراز ہیں

پورا ملک سیلاب کی لپیٹ میں ہے۔ پانی ہے کہ بستیوں کو ویران کرتا جا رہا ہے۔ آزاد کشمیر اور پنجاب میں قیامت کا سماں ہے۔ ہزاروں دیہات ڈوب چکے ہیں۔ لاکھوں ایکڑ پر کھڑی فصل تباہ ہو چکی ہے۔ ہزاروں مکانات کھنڈر بن گئے ہیں۔ جانی نقصان بھی ہزاروں میں ہے۔ ملکی معیشت کو اربوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ یہ سب تباہی پانی کی پیدا کردہ ہے۔ اس کا سبب پانی ہے..............

پیدا کرنے والا اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہوا۔ اس نے ریٹائرمنٹ نہیں لی۔ اس نے آنکھیں بند نہیں کیں۔ اسے اونگھ نہیں آتی۔ بے خبری کی چادر اس نے نہیں اوڑھی۔ اس نے تو صرف یہ کیا ہے کہ وقت کی چند مٹھیاں چند انسانوں کو دے ڈالی ہیں۔ ان کو عمل کی مہلت دے دی ہے اور دیکھ رہا ہے کہ وہ اس مہلت کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ ایک باغی کے طور پر یا ایک فرمانبردار کے انداز میں۔ ایک خلیفہ کے طریقے سے یا ایک مطلق العنان بادشاہ کے لہجہ میں.......

دیکھنے والا دیکھتا ہے، دیکھ رہا ہے کہ اس کے پانی، اس کی ہواؤں، اس کی روشنی، اس کی زمین کے ساتھ کیا، کیا جا رہا ہے؟........

اللہ کی نعمتوں کو ذاتی جائداد بنا کر جھگڑا کرنے والے، اس کے پیغام کو، اس کی ہدایت کو جھٹلاتے ہیں۔ اس کی طرف بلانے والے کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ اس کے راستے پر چلنے کو ناممکن اور محال بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو، اپنی بے لگام خواہشات کو اپنا رب بناتے ہیں۔ تو پھر ارشاد ہوتا ہے۔ آواز گونجتی ہے

"انھوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑکا گیا آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔ تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور سارا پانی اس کام (تباہی) کو پورا کرنے کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا" (القمر آیت 9۔10۔11)

یہ پانی جو ہماری زمینوں پر مل رہا ہے، زمین کے اوپر رہنے والے لاکھوں افراد زمین کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ کوئی پیغام دے رہا ہے۔ کچھ کہہ رہا ہے۔ کسی اور کی موجودگی کا احساس دلا رہا ہے؟........" (روزنامہ جنگ 16 ستمبر 92ء صفحہ 4)

الغرض ان آفات سماوی وارضی کے لئے منصوبہ بندیوں کے بارے میں سوچا جا رہا ہے تو کیا اب بھی یہ موقع نہیں ہے کہ ہم اپنی سوچوں کے رخ کا قبلہ درست کر لیں اور اس کی تعیین خدا اور اس کے رسولؐ کے ارشادات کے مطابق کر لیں کیونکہ قرآن مجید ہمیں اس طرف راہنمائی کرتا ہے تو یہ کہتے ہوئے کہ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً" یعنی ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم ان پر اتمام حجت کے لئے ایک رسول نہ بھیج دیں۔

تو کیوں نہ ابھی بھی خدائے غفور رحیم جو کہ جبار اور قہار بھی ہے اس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں ویسے بھی آنے والے "امام مہدی" کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ "ناگہانی موتیں کثرت سے ہوں گی"۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"یاد رہے کہ مسیح موعود کے وقت میں موتوں کی کثرت ضروری تھی...... یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ جو لکھا ہے کہ مسیح موعود کے دم سے لوگ مریں گے اور جہاں تک مسیح کی نظر جائے گی اس کا قاتلانہ دم اثر کرے گا۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس حدیث میں مسیح موعود کو ایک ڈائن قرار دیا گیا ہے جو نظر کے ساتھ ہر ایک کا کلیجہ نکال لے گا بلکہ معنے حدیث کے یہ ہیں کہ اس کے نفحات طیبات یعنی کلمات اس کے جہاں تک زمین پر شائع ہوں گے تو چونکہ لوگ ان کا انکار کریں گے اور تکذیب سے پیش آئیں اور گالیاں دیں گے اس لئے وہ انکار موجب عذاب ہو جائے گا...... ورنہ یہ غیر معقول بات ہے کہ خواہ مخواہ نیکوکار اور نیک چلن آدمیوں پر طرح طرح کے عذاب کی قیامت آوے...... (تجلیات الٰہیہ صفحہ 7 تا صفحہ 12)

دعوت الی اللہ کے گُر

ہمدردی

فجی ایک ایسا ملک ہے جو دنیا کا کنارا کہلاتا ہے۔ کیونکہ دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والی ڈیٹ لائن اسی کے ایک جزیرہ تاویونی سے گزرتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا پیغام یہاں بھی پہنچا اور قبولیت پائی۔

فجی جنوبی بحرالکاہل میں تین چار سو چھوٹے بڑے جزائر پر مشتمل ہے جن میں سے ایک سو کے لگ بھگ آباد جزیرے ہیں۔ تین چار سب سے بڑے اور اہم جزائر میں سے ایک جزیرہ تاویونی ہے۔ جہاں احمدی موجود ہیں اور مربیان سلسلہ وہاں دورے کرتے رہتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے دورہ مشرق بعید ۱۹۸۳ء کے دوران پہلی دفعہ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری فجی کے مربی تھے۔ جنوری ۱۹۷۱ء میں وہ ایک احمدی دوست کے ہمراہ جزیرہ تاویونی کے دورہ پر گئے کئی روز تک دعوت الی اللہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران انہیں سمندر کے کنارے عجیب رنگ میں دعوت الی اللہ کرنے اور نئی جماعت قائم کرنے کی توفیق ملی۔ اس کی تفصیل مولانا محمد صدیق امرتسری یوں بیان فرماتے ہیں۔

"اس جزیرہ میں ہمارے اترنے سے کئی سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک غریب گھرانے کا ایک آٹھ نو سالہ لڑکا کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ جب مقامی علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا تو اس کے والدین اسے بذریعہ سمندری کشتی علاج کے لئے فجی کے دارالحکومت سووا لے گئے۔ وہاں ان کی کسی سے جان پہچان نہ تھی۔ بندرگاہ سے باہر نکل کر بازار میں اچانک بقول ان کے ایک پگڑی اور اچکن زیب تن کئے ہوئے فرشتہ رو شخص پر ان کی نظر پڑ گئی۔ یہ فجی کے احمدیہ مشن کے پہلے مربی مکرم مولانا شیخ عبدالواحد صاحب فاضل تھے چنانچہ ان غریبوں نے حضرت مولانا صاحب سے اپنے بچے کی شدید بیماری اور اپنی کسمپرسی کا ذکر کرکے بصد منت امداد اور راہنمائی کی درخواست کی۔ مولانا صاحب انہیں سووا کے احمدیہ مشن میں لے آئے۔ بچہ کو ہسپتال میں داخل کروا دیا اور اس کے علاج کے اخراجات کے علاوہ ان کی تقریباً ایک ماہ مہمان نوازی بھی کرتے رہے اور جماعتی طور پر دعائیں بھی کی گئیں جس کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے وہ بچہ مکمل

طور پر صحت یاب ہو گیا اور وہ لوگ جماعت اور مولانا صاحب کو دعائیں دیتے ہوئے خوشی خوشی اپنے جزیرہ کو لوٹ گئے"۔

مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب بیان فرماتے ہیں
"وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ ۱۹۷۱ء میں ہم اس جزیرہ میں پہنچے تو اس بیمار لڑکے کی معمر والدہ نے ہمیں مکان کے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھا اور مجھے شیخ عبدالواحد سمجھ کر اپنے گھر بلا لیا۔ اور مندرجہ بالا واقعہ سنا کر اصرار کیا کہ ہم ان کے ہاں ٹھہر کر انہیں مہمان نوازی کا موقع بھی دیں اور دعوت الی اللہ بھی کریں چنانچہ کئی افراد کو قبول حق کی توفیق نصیب ہوئی اور اس جزیرہ میں نئی جماعت قائم ہو گئی۔ (یادیں ص ۶۵۴)

اعلان ولادت

مکرم رفیق احمد ناصر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے 19 اگست 1992ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت "عتیق احمد" نام عطاء فرمایا ہے۔ نومولود خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

نومولود مکرم رشید احمد صاحب جاوید بھیروی مرحوم ابن حاجی سراج دین صاحب بھیروی مرحوم کا پوتا اور مکرم نذیر احمد صاحب آف بھنگالہ بدوملہی (حال مغربی جرمنی) کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو لمبی زندگی عطاء فرماوے اور خدمت دین کی، توفیق عطاء فرماوے۔ (مدیر خالد)

جلد 39 شمارہ 12 قیمت 4 روپے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

کل بھی پیاسا تھا یہ دل اور آج بھی تشنہ یہ من ہے
تیرے ہجر کی شدت میں جاں! بے جاں بے جاں یہ تن ہے

کتنی شامیں گذریں سارے پنچھی لوٹ کے آ گیئے
تو بھی میرے دلبر آجا سونا سونا گلشن ہے

تیری دعائیں ہی تو میرے من کا سہارا ہیں۔ آقا!
تیرے وصل کی آس پہ جانی گذرے میرا جیون ہے

پانی پی کر پیاسے کو تو آجاتا ہے چین۔ مگر
تشنہ آنکھوں کا دیدار سے بڑھتا شوق درشن ہے

ڈھونڈنے والے ہاتھوں میں قسمت کا حال یہ کیا جانیں
ہیچ لکیریں ہیں یہ ہاتھ کی تو ہی میرا بھگون ہے

تو راضی تو جگ راضی ہے تیری رضا ہی میرا جگ ہے
جگ میں جوت جگا دے پیارے سونا میرا جگون ہے

تیرے ہاتھ میں باگ تھما کر خود میں "گھوڑا" بن جاؤں
تیرے بوجھ بٹا لوں پیارے یہ ہی دل میں "ارمن" ہے

(ضیاء اللہ مبشر) مربی سلسلہ جاپان

یَتَزَوَّجُ وَیُولَدُ لَہٗ

کہ ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی مبشر اولادِ طیبہؓ

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا....... تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا..... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی...... تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جب دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا......" (اشتہار 20 فروری 1886ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدّین محمود احمدؓ صاحب

علومِ ظاہری و باطنی سے پُر
فرزند دلبند گرامی ارجمند

(تحریر:۔ عبدالباسط شاہد صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ــــ خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وہ اولوالعزم فرزند تھے جن کی بابت صحف سابقہ میں پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ الٰہی نوشتوں اور امت محمدیہ کے

اولیاء اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات کے مطابق ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد آپ مسند امامت پر متمکن ہوئے اور ۵۰ سال سے زائد عرصہ تک زمام امامت اپنے ہاتھ میں لیکر جماعت احمدیہ کے متعلق خدائی وعدوں کے مطابق اس کی ترقی اور دنیا کے کناروں تک اس کا پیغام پہنچانے میں مصروف رہے۔ آپ کی سوانح اور آپ کی سیرت پر لکھنے کے لئے قلم اٹھانا سمندر میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہے آپ کی سیرت کے ایک پہلو کے ایک حصہ کی طرف صرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور وہ آپ کی علم کے سلسلہ میں خدمات کا اظہار۔

کسی قوم کی حقیقی عظمت و سربلندی کا ثبوت دنیا میں اس کا علمی مقام اور علمی خدمات ہی ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اقوام جنہوں نے اپنی تعداد، مال، شوکت و فتوحات میں تو بہت ترقی کی مگر علمی و اعتقادی لحاظ سے ٹھوس و مستحکم بنیاد پر قائم نہ تھیں ان کی یہ ترقی کسی طرح بھی قابل رشک اور دیرپا ثابت نہ ہوئی۔ حضرت فضل عمر نے جماعت کی قیادت کے عظیم منصب پر فائز ہوتے ہی اس امر کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت مولانا نورالدین کے زمانہ میں بھی جبکہ آپ عنفوان شباب کی عمر میں تھے ایک بااثر طبقہ کی طرف سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قائم کردہ مدرسہ احمدیہ کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور قریب تھا کہ یہ ادارہ ختم ہو جاتا اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد نے اس کے قائم رکھنے کی بھرپور کامیاب کوشش فرمائی۔ اور آپ کی یہ کوشش اس طرح مقبول ہوئی کہ نہ صرف یہ کہ اس ادارہ کی اپنے ملک میں جماعتی خدمات کا ریکارڈ نہایت شاندار ہے بلکہ خداتعالیٰ کے فضل سے اس کی شاخیں دنیا بھر میں علمی ضیاپاشی کر رہی ہیں۔

دینی قیادت کے بالکل ابتدائی ایام میں علمی ترقی کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی۔

"میں نے بتایا تھا کہ یزکیھم کے معنوں میں ابھارنا اور بڑھانا بھی داخل ہے اور اس کے مفہوم میں قومی ترقی بھی شامل ہے اور اسی میں انگریزی مدرسہ اور اشاعت۔ وغیرہ امور آجاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ ایک مدرسہ کافی نہیں ہے جو یہاں کھولا ہوا ہے اس مرکزی سکول کے علاوہ ضرورت ہے کہ مختلف مقامات پر مدرسے کھولے جائیں۔

ایسا ہونا چاہیئے کہ جماعت کا کوئی فرد عورت یا مرد باقی نہ رہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔۔۔۔۔۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہمارا اپنا ایک کالج ہو۔۔۔۔۔۔ کالج ہی کے دنوں میں کیریکٹر بنتا ہے"۔

جماعتی ترقی کی بہتر منصوبہ بندی اور تسلسل کی خاطر جب آپ نے نظارتوں کا موجودہ شاندار نظام قائم فرمایا تو اس میں تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر ایک مستقل نظارت تعلیم قائم فرمائی اس نظارت کے فرائض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نظارت تعلیم نوجوانوں کو قومی ضرورتوں کے مطابق دلوائے اس غرض کے لئے وہ نوجوانوں کی ذہنیت کا جائزہ لیتی رہے۔ یہ کام تبھی ہو سکتا ہے جب سکولوں اور کالجوں کے طلبہ سے رابطہ رکھا جائے اور انہیں بتایا جائے

کہ وہ کس کس لائن میں ترقی کر سکتے ہیں۔ یہ محکمہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرے مثلاً اگر ایک محکمہ کی طرف سے تحریک کی جائے کہ پندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلیٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں تو چند سالوں میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

معلم پیدا کرنا بھی اس محکمہ کا کام ہے۔

سلسلہ کی ضرورتوں کے مطابق مختلف فنون، زبانوں اور کاموں کی تعلیم دلوانا بھی محکمہ تعلیم کے فرائض میں شامل ہے۔

اس بات کی کوشش کرنا کہ جماعت کا ایک ایک مرد ایک ایک بچہ ایک ایک عورت دین سے اس قدر واقفیت حاصل کرے جو ضروری ہے جب تک ایسا نہ ہو تب تک ترقی نہیں ہو سکتی۔

اسی سلسلہ میں مزید فرمایا۔

(ہمیں جرات و دلیری پیدا کرنی چاہیئے۔ جوش پر قابو پانا چاہیئے۔ سلسلہ کی محبت۔ بے رعائتی۔ سچی شہادت دینا۔ بدی کے مٹانے کا احساس رکھنا محبت عامہ رکھنا۔ زبان کو پاک رکھنا۔ یہ بہت سے اخلاق ہیں بلکہ سینکڑوں ہیں مگر بہت سے لوگ واقف نہیں ہیں۔ اگر واقف ہیں تو ان کی نسبت معلوم نہیں۔ ان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک ایک مرد کا۔ ایک ایک عورت کا۔ ایک ایک بچے کا۔ جب تک ان کی طرف خیال نہیں ہوگا تعلیم و تربیت کا صیغہ اپنے کام میں ناقص ہوگا۔

پھر عورتوں کی تعلیم ہے اس کی طرف توجہ نہیں اس کے لئے ضروری انتظام کرنا ہوگا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۲۲ء)

علم کی عظمت و قدردانی کے اس احساس کی وجہ سے آپ ذرائع کے محدود ہونے کے باوجود ہمیشہ کتب خریدنے کا اہتمام فرماتے۔ آپ کے ذاتی کتب خانہ میں ہزاروں قیمتی کتب موجود تھیں اور بیسیوں علوم کی ہزاروں کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ علم دوستی اور کتاب کی اہمیت لازم و ملزوم ہیں اس امر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"انسان کے لئے جہاں وہ اور بہت سے چندے دیتا ہے کتاب خریدنا نفس کے لئے چندہ ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور کتاب کے لئے بھی نکالنا چاہیئے۔ خواہ سال میں آٹھ آنے کی کتاب ہی خریدی جائے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ لاکھوں کی ہی کتاب خریدی جائے۔ بلکہ جس قدر خرید کر سکو خریدو۔ یہ اس لئے کہ خریدنے والا پھر اس کتاب کا آزادی سے مطالعہ کر سکے گا۔ اور اس طرح اس کے علم میں اضافہ ہوگا۔ فراست بڑھے گی"۔

(الفضل ۲۹ر اگست ۱۹۱۶ء)

ہر میدان میں سبقت لے جانے کی نہایت مؤثر تحریک کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"استاد کا کام نہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے کورس کو پورا کرے بلکہ اس کا یہ بھی کام ہے کہ وہ زائد سٹڈی کروائے۔ کوئی طالب علم صحیح طور پر تعلیم حاصل نہیں کر سکتا جب تک اس کا مطالعہ اس قدر وسیع نہ ہو کہ وہ اگر ایک کتاب مدرسہ کی پڑھتا ہو تو دس کتابیں باہر کی پڑھتا ہو۔ باہر کا علم ہی اصل علم ہوتا ہے۔ استاد کا پڑھایا ہوا علم۔ صرف علم کے حصول کے لئے ممد ہوتا ہے۔ سہارا ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ان کے ذریعہ وہ سارے علوم پر حاوی ہو سکے۔ دنیا میں کوئی ڈاکٹر نہیں بن سکتا اگر وہ اتنی

ہی کتابیں پڑھنے پر اکتفا کرے جتنی اسے کالج میں پڑھائی جاتی ہیں۔ دنیا میں کوئی وکیل، وکیل نہیں بن سکتا اگر وہ صرف اتنی کتابوں پر ہی انحصار رکھے جتنی اسے کالج میں پڑھائی جاتی ہیں۔ دنیا میں کوئی مبلغ، مبلغ نہیں بن سکتا اگر وہ صرف انہیں کتابوں پر اپنے علم کو محدود رکھے جو اسے مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہی ڈاکٹر وہی وکیل اور وہی مبلغ کامیاب ہو سکتا ہے جو رات اور دن اپنے فن کی کتابوں کا مطالعہ رکھتا ہے اور ہمیشہ اپنے علم کو بڑھاتا رہتا ہے۔ پس جب تک ریسرچ ورک کے طور پر نئی نئی کتابوں کا مطالعہ نہ رکھا جائے اس وقت تک لڑکوں کی تعلیمی حالت ترقی نہیں کر سکتی"۔

(الفضل یکم جون ۱۹۵۲ء)

علم کی حقیقت اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے فوائد کی نشان دہی کرتے ہوئے آپ نے کالج کے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا۔

"میرے نزدیک ہمیں ان باتوں پر اس قدر زور دینا چاہیئے کہ ہمارے کالج کا یہ ایک امتیازی نشان بن جائے کہ یہاں سے جو طالب علم بھی پڑھ کر نکلتا ہے وہ خدا پر پورا پورا یقین رکھتا ہے وہ اخلاق کی حفاظت کرتا ہے وہ مذہب کی عظمت کا قائل ہوتا ہے۔ اگر ایک ہندو یہاں سے بی۔اے کی ڈگری لیکر جائے تو اسے بھی خدا تعالیٰ کی ذات پر پورا یقین ہونا چاہیئے۔ اگر ایک سکھ یہاں سے بی۔اے کی ڈگری لیکر جائے تو اسے بھی خدا تعالیٰ کی ذات پر پورا یقین ہونا چاہیئے۔ وہ دہریت کے دشمن ہوں۔ وہ اخلاق سوز حرکات کے دشمن ہوں۔ وہ مذہب کو ناقابل عمل قرار دینے والوں کے مخالف ہوں اور یورپین اثر سے پوری طرح آزاد ہوں۔ وہ چاہے احمدیت کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں مگر مذہب کی بنیادی باتیں ان کے دلوں میں ایسی راسخ ہوں کہ ان کو چھوڑنے کے لئے وہ کسی طرح تیار نہ ہوں۔

.... اگر ہم دہریت کی تمام شاخوں کی قطع و برید کر دیں۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کی ہستی کا تعین کالج میں تعلیم پانے والے لڑکوں کے دلوں میں اس مضبوطی سے پیدا کر دیں کہ دنیا کا کوئی فلسفہ۔ دنیا کی کوئی سائنس انہیں اس عقیدہ سے منحرف نہ کر سکے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کے موقع پر محنت و لگن سے تحقیقی کام کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا :۔

"میں اس انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کے وقت توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کرو۔ زیادہ محنت اور زیادہ وقت لگا کر کام کرنے کی عادت ڈالو۔ تب بہت سی چیزیں جو دنیا کے لئے ناممکن ہیں تمہارے لئے ممکن ہو جائیں گی۔ تمہارے سامنے کائنات عالم کی کوئی دیوار بند نہیں۔ تم جس طرف بڑھنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے لئے دروازے کھول دے گی۔ تمہارا یہ کام دنیوی کام نہیں بلکہ حقیقتاً دینی کام ہے۔ قرآن مجید کے حکم کی تعمیل ہے اور پھر اس ریسرچ میں حقیقی طور پر کام کرنے والے سلسلہ کے لئے مالی طور پر بہت مد ہو سکتے ہیں اور اخلاقی طور پر بھی۔ ان کے زیادہ محنت سے کام کرنے کو دیکھ کر۔ ان کے اس کیرکٹر کا اثر باقی افراد اور خصوصاً (اصلاحی) کام کرنے والوں پر بھی پڑے گا اور اسی میں

ہماری کامیابی کا راز ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے۔ ہمت اور عزم کے ساتھ زیادہ وقت لگا کر اور زیادہ محنت کے ساتھ کام کریں۔ خدا تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے۔

(الفضل ۱۶ر جون ۱۹۶۱ء)

❀ ❀ ❀

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنیٰ مِنْکَ الْفَضْلُ

(تحریر:۔ ظہیر احمد خان صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا وجود باجود سیدنا حضرت مسیح موعود کی اس ذریت طیبہ کی ایک شاخ تھا جو خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور بشارتوں کے مطابق آپ کو عطا ہوئی۔

آپ کی پیدائش الٰہی پیش خبریوں کے مطابق ۲۰ اپریل بروز جمعرات ۱۸۹۳ء صبح طلوع آفتاب کے بعد ہوئی۔ حضرت مسیح موعود نے اسی دن ایک اشتہار بعنوان "منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی" شائع فرمایا جس میں آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی پیدائش سے متعلق خدا کے وعدہ اور وعدہ کے مطابق آپ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے اسے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔

آپ سے محبت الٰہی کا ایک نظارہ

بچپن سے ہی آپ کو خدا تعالیٰ کا خاص پیار عطا ہوا۔ جب آپ کی آنکھیں دکھنے آگئیں اور کئی سال تک انگریزی اور یونانی علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تو آپ کو ۱۸۹۸ء میں حضرت صاحبزادہ کے متعلق ان پیار بھرے الفاظ میں الہام ہوا۔ **برق طفلی بشیر** یعنی میرے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔

(تذکرہ ص ۳۳۳)

چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دے دی اور نہ صرف آنکھیں بالکل تندرست ہوگئیں بلکہ بصیرت کی آنکھیں بھی ایسی روشن ہوئیں کہ مادی اور روحانی علوم کے دروازے آپ پر کھل گئے۔ آپ نے مروجہ تعلیم شروع کرنے سے پہلے قرآن مجید جو تمام علوم کا خزانہ ہے کی تعلیم حضرت پیر منظور محمد صاحب سے حاصل کرنا شروع کی۔

یہ تو تھی ابتداء آپ کے حصول علم کی اس کے بعد آپ نے دینی اور دنیوی علوم کے میدانوں میں انتہائی بلند مقامات حاصل کئے۔ دنیوی لحاظ سے آپ نے حضرت مسیح موعود کی خواہش کے مطابق ایم۔اے عربی کا امتحان ۱۹۱۶ء میں پاس کیا جو اس زمانہ میں دنیوی تعلیم کا اعلیٰ مقام گردانا

جاتا تھا- اس کے بعد آپ دین کی علمی خدمت کے لئے قلمی جہاد کے میدان میں اترے اور جماعت کی ضرورت کے مطابق سینکڑوں مضامین تحریر کئے جو مختلف اخبارات خصوصاً الفضل میں شائع ہوتے رہے- علاوہ ازیں متعدد معرکتہ الاراء کتب تصنیف فرمائیں جو آپ کے بلند علمی رتبہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں-

ان میں سے ہر ایک تصنیف اور مضمون اپنے موضوع کے اعتبار سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے- آپ نے جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا اسے ایسے آسان اور دل نشین پیرایہ میں بیان کیا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے آسان مسئلہ اور کوئی ہے ہی نہیں- آپ کی تحریر میں اس قدر جذب اور اثر پایا جاتا ہے کہ جو بات آپ بیان فرماتے ہیں وہ دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے- یہی وجہ ہے کہ آپ نے جو بیش قیمت لٹریچر اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ رہتی دنیا تک لوگوں کو درس ہدایت دیتا رہے گا- آپ کے مضامین کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ اس مختصر سے مضمون میں اسے پیش کرنا ناممکن ہے البتہ آپ کی تصانیف کی فہرست ذیل میں پیش ہے :-

(۱) سیرۃ خاتم النبیینؐ (تین جلدوں میں (۲) سیرت المہدی (تین جلدوں میں) (۳) سلسلہ احمدیہ (۴) تبلیغ ہدایت (۵) ہمارا خدا (۶) کلمہ الفصل (۷) الحجتہ البالغہ (۸) ختم نبوت کی حقیقت (۹) چالیس جواہر پارے (۱۰) سیرت طیبہ (۱۱) در منثور (۱۲) در مکنون (۱۳) آئینہ جمال (۱۴) خاندانی منصوبہ بندی (۱۵) عید کی قربانی

خدام احمدیت کو یاد دہانی

۱۹۵۷ء میں آپ کو رؤیا میں تحریک کی گئی کہ احمدی نوجوانوں کو تحقیقی مضامین لکھنے اور خدمت حق کی تائید [illegible]

آپ نے الفضل کے سالانہ نمبر ۱۹۵۷ء نیز ۲ جنوری ۱۹۵۹ء میں دو پرزور مقالے رقم فرمائے- جن میں آپ نے نوجوانوں کو زبردست تحریک فرمائی کہ وہ علمی اور قلمی جہاد کے میدانوں میں (دین حق) کی خدمت کے لئے نکل آئیں- ان مقالوں کے چند اقتباسات خدام احمدیت کے سامنے آپ کی تحریک کی یاددہانی کے طور پر درج کئے جاتے ہیں- آپ نے فرمایا :-

"قلم علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے اہم اور سب سے مؤثر ترین ذریعہ ہے اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً" دائمی ہوتا ہے زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کہ اسے قلم کے ذریعہ سے محفوظ کرلیا جائے- مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے- اس زمانہ میں جبکہ اسلام کے دشمن اسلام کی تعلیم اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں- قلم سے بڑھ کر دین کی مدافعت اور دین کے پرامن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں-

پس اے عزیزو اور میرے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو- سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر دین حق کی کی

قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام اور قاسم اور طارق اور دوسرے فدایان دین حق کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا اسی طرح اب وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ خدا اب بھی انہیں قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں"۔

آپ نے احمدی نوجوانوں کو مخاطب کرکے مزید تحریر فرمایا :۔

"اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دنیا کو نئے علوم سے روشناس کراؤ۔ آؤ (دین حق) کی نشاۃ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوام عالم کو علم وعرفان کے وہ خزانے عطا کرو کہ حجاز اور بغداد اور قرطبہ اور قدس اور مصر کی یادگاریں زندہ ہو جائیں"۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے حضرت میاں صاحب کی اس بابرکت تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے قلموں میں خدمت دین حق کے لئے وہ جوہر پیدا فرمادے جس کا آپ نے اس مقالوں میں ذکر فرمایا ہے اور ہم دین کی نشاۃ ثانیہ میں حصہ لیکر اقوام عالم میں علم و عرفان کے خزانے لوٹانے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں اپنے قلم کے زور سے یہ ثابت کردیں کہ ہم ہی سلطان القلم حضرت مسیح موعود کی سچی جماعت ہیں جو دین حق کی قلمی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

روحانی مقام

روحانی اعتبار سے خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا جہاں پر وہ اپنے پیاروں سے ہم کلام ہوتا اور انہیں اپنے سچے کلمات سے نوازتا ہے۔

آپ کے عملی کارہائے نمایاں

علمی کارہائے نمایاں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے عظیم الشان عملی کارنامے سرانجام دینے کی بھی سعادت عطا فرمائی جن کا آغاز خلافت اولیٰ میں اس وقت ہوا جب آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے صدر انجمن احمدیہ کی مجلس معتمدین کا ممبر نامزد فرمایا۔ اور ازاں آپ کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کے لئے وقف ہو گیا چنانچہ ریویو آف ریلیجنز اور الفضل کی ادارت سے لیکر امیر مقامی تک کے متعدد عہدوں پر آپ فائز رہے۔ تقسیم پاک و ہند کے موقع پر سیاسی و انتظامی اعتبار سے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی معیت میں اور آپ کی نیابت میں جو کارہائے نمایاں سر انجام دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طویل بیماری کے دور میں آپ نے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ حضور کی نگرانی میں خلافت کے کاموں کو جس احسن طریق سے چلایا اطاعت خلافت کا وہ نمونہ دکھایا جس کی مثال ملنا محال ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ نے علمی، عملی، سیاسی،

دینی، دنیوی اور روحانی میدانوں میں وقت کے امام کا جس طرح ساتھ دیا۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کے دست راست ہونے کا شرف حاصل تھا۔

آپ کی وفات

حضرت مسیح موعود کی مبشر اولاد کا ایک رکن، حضرت خلیفۃ المسیح اول کا معتمد، حضرت مصلح موعود کا دست راست، نبیوں کا چاند اور آسمان احمدیت کا ایک درخشندہ و تاباں ستارہ ساری دنیا پر علمی، عملی، سیاسی اور روحانی ضیاء پاشی کرتے ہوئے آخر ۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کو شام چھ بجکر ۴۸ منٹ پر اس جہان فانی سے غروب ہو کر عالم جاودانی میں طلوع ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا جنازہ لاہور سے رات سوا دس بجے روانہ ہو کر ساڑھے تین بجے رات ربوہ پہنچا۔ تجہیز و تکفین اور چہرہ مبارک کی زیارت کے بعد بہشتی مقبرہ کے احاطہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور شام ساڑھے سات بجے بہشتی مقبرہ ربوہ کے احاطہ خاص میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کا جسم خاکی دنیا میں رائج خدائی قانون کے تحت مٹی میں دفن ہونے سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن آپ کی نیک یادیں اور آپ کی خدمات ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں زندہ و تابندہ رہیں گی۔ اور اس لحاظ سے آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

تمہیں کہتا ہے مردہ کون، تم زندوں سے زندہ ہو
تمہاری خوبیاں قائم، تمہاری نیکیاں باقی

آپ کی اولاد

(۱) محترمہ صاحبزادی امتہ السلام بیگم صاحبہ۔ (۲) محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (۳) محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب (۴) محترمہ صاحبزادی امتہ الحمید صاحبہ (۵) محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب (۶) محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (۷) محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (۸) محترمہ صاحبزادی امتہ المجید بیگم صاحبہ (۹) محترمہ صاحبزادی امتہ اللطیف بیگم صاحبہ

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

"وہ بادشاہ آیا"

(تحریر:۔ ریاض محمود باجوہ صاحب)

ولادت اور ابتدائی زندگی

حضرت اقدس مسیح موعود...... کو مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مقابل نصرت و تائید کے نشان کے طور پر 1894ء میں بشارت دی گئی تھی کہ آپ کو ایک

فرزند عطا کیا جائے گا۔ آپ نے اپنی کتاب انوارالاسلام مطبوعہ 1894ء میں اس خدائی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا "اللہ جل شانہ نے بشارت دی اور فرمایا "انا نبشرک بغلام یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں"۔ (روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 40)

جب یہ بشارت پوری ہوئی تو حضور نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی کتاب "ضیاءالحق" کے صفحہ 75 پر اس کے پورا ہونے کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا "ہمیں خدا تعالیٰ نے بشارت دی تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائے گا جیسا کہ مطابق 27 ذیقعد 1312ھ مطابق 24 مئی 1895ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شریف احمد رکھا گیا"۔

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب حضرت مسیح موعود...... کی اس مبشر اولاد میں سے تھے جو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحب کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی۔ آپ کا وجود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد کا اہم حصہ تھا۔

آپ کے بارے میں حضرت مسیح موعود..... کو اور بھی کئی بشارتیں ہوئیں۔ آپ کی پیدائش پر عالم کشف میں حضور نے دیکھا کہ آسمان سے ایک روپیہ اترا اور آپ کے ہاتھ پر رکھا گیا اور ..... ایک موقع پر حضور لکھتے ہیں "ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"۔ اس کشف کے چند سال بعد حضور کو آپ کے متعلق ایک اور خواب دکھایا گیا جس کی تفصیل حضور نے یہ بیان فرمائی کہ "شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ بادشاہ آیا دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے"۔
(تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۴۳۷)

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ قادیان میں حاصل کی۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کو بھی آپ کی تعلیمی خدمت کی توفیق ملی۔ قرآن کریم آپ نے پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن سے پڑھا۔ بعض دین علوم آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب سے حاصل کئے۔ بخاری شریف درساً درساً مکمل کی۔

اوائل 1911ء میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پرائیویٹ کلاس گھر میں شروع فرمائی اس کلاس میں بھی آپ شامل رہے۔ اس کلاس میں خطبہ الہامیہ دروس النحویہ حصہ دوم قصیدہ بانت سعاد پڑھا جاتا تھا۔

قادیان میں جو سب سے پہلی (مربیان) کلاس جاری ہوئی آپ بھی اس کلاس کے طالب علم تھے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب اس کلاس کے استاد تھے۔ قرآن مجید صحاح ستہ مکمل اور اصول فقہ کی بعض بنیادی اور بڑی کتابیں آپ نے اس جماعت کے ساتھ پڑھیں۔

تقریباً چھ ماہ تک جامعہ ازہر میں بھی تعلیم حاصل کی لیکن زیادہ دیر تعلیم کو وہاں جاری نہ رکھ سکے اور جلد واپس آنا پڑا۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ "انہوں نے ظاہری تعلیم بہت التزام سے یا کالجوں وغیرہ میں حاصل نہیں کی تھی مگر حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفہ المسیح الثانی) کی طرح ان پر بھی خدا کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا تھا کہ ان کا علم وسیع تھا بہت ٹھوس تھا.... علم دین کے ہر پہلو پر عبور تھا۔ عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والوں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے....... علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا تھا"۔ (الفرقان ربوہ جنوری فروری 1962ء صفحہ 34 تا 44)

نکاح اور شادی

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیوی محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ جو 27 اکتوبر 1906ء کو وفات پا گئیں تھیں ان کی وفات کے بعد حضرت نواب صاحب کو اپنی بیٹی بوزینب بیگم صاحبہ کی شادی کی فکر لاحق ہوئی۔ حضرت مسیح موعود..... کو بھی اس بات کا بہت خیال تھا ایک روز آپ کو اس طرف خاص توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے نواب صاحب کو صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے رشتہ کا پیغام دیا جو نواب صاحب نے خوشی سے قبول کر لیا۔ آپ کے غیر احمدی بھائی اور عزیز اس پر ناراض ہوئے مگر نواب صاحب نے اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی بلکہ فرمایا "اگر شریف احمد ٹھیکرا لیکر گلیوں میں بھیک مانگ رہا ہوتا اور دوسری جانب ایک بادشاہ رشتہ کا خواستگار ہوتا تب بھی میں شریف احمد کو ہی بیٹی دیتا"۔ (...... احمد جلد دوم صفحہ 256)

چنانچہ 15 نومبر 1906ء بعد نماز عصر نئے مہمان خانہ کے صحن میں آپ کے نکاح کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔ حضرت مسیح موعود کی موجودگی میں حضرت خلیفہ المسیح الاول نے ایک ہزار روپیہ مہر پر اس نکاح کا اعلان کیا۔

مورخہ 9 مئی 1909ء کو آپ کی نہایت سادگی کے ساتھ ہوئی اور یہ مبارک مرحلہ طے ہوا۔

اولاد

آپ کے حضرت بوزینب بیگم صاحبہ کے بطن سے چھ بچے پیدا ہوئے۔ تین بیٹے اور تین بیٹیاں تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (حال ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ)۔

2۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب مرحوم

3۔ صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب کرنل (ریٹائرڈ)

4۔ صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ

5۔ صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ بیگم نواب عباس احمد خاں صاحب

6۔ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

خدمات سلسلہ

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم ناظر، اصلاح وارشاد اور ناظر خاص تین اہم نظارتوں کے انچارج رہے- قیام پاکستان کے بعد بطور ناظر اصلاح و ارشاد کئی سال تک آپ نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا بہت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انتظام فرمایا- ایک دفعہ آپ کو نظام سلسلہ میں قاضی بھی مقرر کیا گیا- "ذکر حبیب" کے موضوع پر آپ نے کئی تقاریر بھی کیں-

سیرت و اخلاق

آپ ایک لمبے عرصہ سے اعصابی تکالیف اور نقرس وغیرہ سے بیمار رہے مگر آپ نے اس بیماری اور تکالیف کو غیر معمولی صبر شکر اور ہمت کے ساتھ برداشت کیا- حضرت مسیح موعود...... کو آپ کی بیماری کے حوالہ سے ایک دفعہ الہام ہوا "عمّر اللہ علیٰ خلاف التوقع"-

(تذکرہ صفحہ 717)

چنانچہ کئی بار آپ کی بیماری شدت اختیار کر جاتی مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ موت کے منہ سے نکل آتے- آپ کی سیرت و اخلاق کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے لکھتے ہیں

"اخلاقی اور روحانی لحاظ سے ہمارے مرحوم بھائی کو بعض لحاظ سے حضرت مسیح موعود...... کے ساتھ خاص مشابہت تھی مثلاً اہم امور میں فیصلہ کرتے ہوئے یا مشورہ دیتے ہوئے ان کی رائے بہت متوازن اور صائب ہوتی تھی... حضرت مسیح موعود...... کی طرح ان کے مزاج میں ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا- عفو و شفقت کے موقعہ پر پانی کی طرح نرم ہوتے تھے.... مگر سزا اور عقوبت کے جائز مواقع میں وہ ایک چٹان کی طرح مستحکم تھے- کیا عجیب کہ ان کی اس جسمانی اور اخلاقی مشابہت کی طرف حضرت مسیح موعود...... کے الہام میں اشارہ ہو کہ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"-

(الفضل 9 جنوری 1962ء صفحہ 3)

آپ کے متعلق حضرت سیدہ نواب مبارکہ صاحبہ تحریر فرماتی ہیں

"وہ عالی دماغ، وہ جوہر قابل، وہ نیر تاباں، افسوس کہ بیماریوں کے بادلوں میں اکثر چھپا رہا اور اس کی پوری روشنی سے اس کی قابلیت خداداد سے دنیا فائدہ نہ اٹھا سکی...... وہ ایک نہایت شریف اسم بامسمیٰ نہایت صاف دل، غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر، متحمل مزاج وجود تھے...... کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے ان کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہونگی کہ وہ ایک ہیرا تھا نایاب- وہ سراپا شرافت تھا- ایک چاند تھا جو چھپا رہا اور اکثر چھپے چھپے رخصت ہو گیا"- (الفرقان ربوہ جنوری فروری 1962ء صفحہ 43 تا 44)

خالد احمدیت حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری آپ کی سیرت کے بارے میں لکھتے ہیں-

"خاکسار کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ نظارت تعلیم و نظارت تبلیغ میں سالہا سال کام کرنے کا موقعہ ملا- آپ کی ہمدردی اور سلسلہ کے لئے

غیرت ایک نمونہ تھی آپ کو اپنے ماتحتوں کی تکلیف کا بہت احساس ہوتا تھا آپ کو چین نہیں آتا تھا جب تک اس تکلیف کا ازالہ نہ کرلیں۔ آپ بلاشبہ نظام کے بڑے قائل تھے مگر طبیعت میں نرمی غالب تھی۔ آپ کو غریبوں کی غربت کا بہت احساس رہتا تھا اور ان کی امداد سے انہیں خوشی محسوس ہوتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں خدمت دین کرنے والوں کے لئے گہری محبت تھی۔ اپنے اساتذہ بالخصوص حضرت حافظ روشن علی صاحب کا بہت ادب واحترام کرتے تھے"۔

(الفرقان ربوہ جنوری فروری 1962ء صفحہ 41)

وفات اور تدفین

مورخہ 26 دسمبر 1961ء مطابق 16 رجب 1381ھ بروز سہ شنبہ بوقت آٹھ بجے صبح بعمر ساڑھے 66 سال ربوہ میں وفات پائی۔ دن کے اڑھائی بجے بعد دوپہر بہشتی مقبرہ ربوہ کے وسیع میدان میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی بعد ازاں بہشتی مقبرہ کے احاطہ خاص میں تدفین ہوئی۔ اس طرح احمدیت کے چمن کا ایک خوشنما خوش رنگ پھول ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

اے خدا بر تربت او ابرِ رحمت ہا ببار

آپ کی وفات کے متعلق سیالکوٹ کے ایک احمدی دوست مکرم حکیم پیر احمد شاہ صاحب نے خواب دیکھا کہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ کی چارپائی کے ایک طرف حضرت مسیح موعود...... تشریف رکھتے ہیں اور دوسری طرف حضرت اماں جان ہیں۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بازو میں درد ہوتا ہے جس کا وہ اظہار حضرت مسیح موعود..... سے کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود..... نے آپ کو محبت کے ساتھ فرمایا "بیٹا فکر نہ کرو تم دس بجے سے پہلے میرے پاس پہنچ جاؤ گے"۔

یہ خواب 25، 26 دسمبر کی درمیانی رات کو دیکھا گیا چنانچہ 26 دسمبر کی صبح دس بجے سے پہلے آپ اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے اور یہ خواب پورا ہوگیا۔ آپ کی وفات پر مکرم عبدالمنان ناہید صاحب نے اپنے منظوم کلام میں اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا۔

حد نظر سے دور اک تارا چلا گیا
لو آج ایک اور سہارا چلا گیا
اس مملکت کی جس سے مقدر تھی ابتدا
وہ بادشاہ آیا اور آکر چلا گیا
یاد آرہی ہے اس کی غریبانہ زندگی
اس دل کے بادشاہ کی فقیرانہ زندگی
وسعت جناں کی اس کی لحد پر نثار ہو
وہ یوں غریق رحمتِ پروردگار ہو

(روزنامہ الفضل ربوہ 4 فروری 1962ء صفحہ 2)

❀❀❀

حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

"تُنَشَّأُ فِی الْحِلْیَۃِ"

(تحریر:۔ ظہیر احمد خان صاحب)

سیدنا حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے مطابق پر جو مبشر اولاد عطا فرمائی اس میں صاحبزادگان کے ساتھ صاحبزادیاں بھی شامل ہیں۔

آج جس بزرگ ہستی کا ذکر خیر مقصود ہے وہ ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت مسیح موعود کی بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ "نواب مبارکہ بیگم" صاحبہ ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بیٹوں کی ولادت سے پہلے ان سے متعلق بشارات سے نوازا بعینہ بیٹیوں کی ولادت کے وقت بھی ان سے متعلق آئندہ کی پیش خبریاں اور بشارتیں عطا فرمائیں۔ چنانچہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو لڑکی کی بشارت دی اور اس کے مستقبل سے متعلق فرمایا۔

"تنشاء فی الحلیتہ"

حضرت مسیح موعود نے اس کی تشریح یوں بیان فرمائی کہ "زیور میں نشوونما پائے گی۔ یعنی نہ خورد سال میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی"۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۷)

الٰہی بشارتوں کے مطابق ۲ر مارچ ۱۸۹۷ بروز بدھ سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے بطن مبارک سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام خدائی الہام کے مطابق "مبارکہ بیگم" رکھا گیا۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اپنے بزرگ باپ سیدنا حضرت اقدس سے صحبت سے فیض یاب ہوئیں۔ اور آپ کی شفقت پدری سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسیح موعود کا مقام تھا اس سے تربیت حاصل کی۔ آپ کی زندگی پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعود کے ہر فعل اور ہر بات کو غور سے دیکھتی اور سنتی تھیں اور پھر اسے حافظے میں محفوظ فرمالیتی تھیں۔ اور پھر وقت آنے پر آپ نے اس تربیت اور ان اقوال و افعال سے جماعت کو مستفید فرمایا۔

آپ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان فرماتی ہیں جس میں حضرت مسیح موعود کی شفقت اور تربیت دونوں منظر متوازن دکھائی دیتا ہے یوں بیان فرماتی ہیں۔

"آپ نے بچپن سے مجھ پر بے حد شفقت فرمائی۔ حتیٰ کہ حضرت اماں جان بھی مناسب تربیت کے لئے کچھ کہتی تھیں تو آپ ان کو بھی روکتے تھے کہ اس کو کچھ نہ کہو۔ ہمارے گھر میں چند روزہ مہمان ہے یہ ہمیں کیا یاد کرے گی۔ میں چھوٹی تھی تو رات کو اکثر ڈر کر آپ کے بستر میں جا گھستی۔ جب ذرا بڑی ہونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ جب بچے بڑے ہونے لگتے ہیں (اس وقت میری عمر

کوئی پانچ سال کی تھی) تو پھر بستر میں اس طرح نہیں آگھسا کرتے۔ میں تو اکثر جاگتا رہتا ہوں تم چاہے مجھے پکار لیا کرو۔ پھر میں نے بستر میں کود کر آپ کو تنگ کرنا چھوڑ دیا۔ جب ڈر لگتا پکار لیتی آپ فوراً جواب دیتے۔ پھر خوف و ڈر لگنا ہی ہٹ گیا۔

میرا پلنگ آپ کے پلنگ کے پاس ہی ہمیشہ رہا۔ بجز چند دنوں کے جب مجھے کھانسی ہوتی تو حضرت اماں جان بہلا پھسلا کر ذرا دور بھجوا دیتی تھیں کہ تمہارے ابا کو تکلیف ہوگی۔ میں جلد پھر آجاتی تھی مگر آپ خود اٹھ کر سوتی ہوئی کا میرا سر اٹھا کر ہمیشہ کھانسی کی دوا مجھے پلاتے تھے"۔

(ماہنامہ مصباح ربوہ دسمبر ۷۷ء - جنوری ۷۸ ص ۲۰)

آپ کی آمین کے موقع پر حضرت مسیح موعود نے آپ سے متعلق چند اشعار فرمائے جن میں آپ کی قابلیت اور حسن تربیت کا اظہار فرمایا۔ لیکن ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے علم پاکر آپ کے بہترین مستقبل کی پیشگوئی بھی فرمائی۔ آپ نے فرمایا

اور ان کے ساتھ کی ہے ایک دختر
ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اختر
کلام اللہ کو پڑھتی ہے فر فر
خدا کا فضل اور رحمت سراسر
ہوا اک خواب یہ مجھ پہ اظہر
کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر
لقب عزت کا پاوے وہ مقرر
یہی روز ازل سے ہے مقدر

(بحوالہ درثمین اردو)

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت سیدہ صاحبہ حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم ریاست مالیر کوٹلہ سے بیاہی گئیں۔ ۱۷ ر فروری ۱۹۰۸ء بروز دوشنبہ بعد نماز عصر نکاح کی مسنون رسم عمل میں آئی۔ حضرت مولانا نورالدین نے خطبہ نکاح پڑھا جس میں آپ نے فرمایا کہ "ایک وقت تھا کہ جبکہ حضرت نواب صاحب کے ایک مورث اعلیٰ صدر جہاں کو ایک بادشاہ نے اپنی لڑکی نکاح میں دی تھی اور وہ بزرگ بہت ہی خوش قسمت تھا۔ مگر ہمارے دوست نواب محمد علی خان صاحب اس سے زیادہ خوش قسمت ہیں کہ ان کے نکاح میں ایک نبی اللہ کی لڑکی آئی ہے۔

(بحوالہ مصباح ربوہ دسمبر ۷۷ء جنوری ۷۸ء ص ۱۳)

نکاح سے تقریباً ایک سال بعد حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد ۱۴ مارچ ۱۹۰۹ء کو آپ کا رخصتانہ ہوا۔

(......احمد جلد دوم بحوالہ مصباح دسمبر ۷۷ء جنوری ۷۸ء ص ۱۵، ۱۶)

خدائی اشاروں اور بشارتوں کے مطابق استوار ہونے والا یہ بندھن خدا کے فضل سے ۳۷ سال تک قائم رہا اور اس کے نتیجہ میں نیک اولاد پیدا ہوئی ۱۱ فروری ۱۹۴۵ء کو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت سیدہ موصوفہ نے ۳۲ سال کمال صبر و رضا کے ساتھ گذارے اور اسی سال کی عمر میں ۲۲ اور ۲۳ مئی ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب بارہ بج کر پانچ منٹ پر اس دنیا فانی سے کوچ کر گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ ۲۳ مئی کو بعد نماز عصر احاطہ بہشتی مقبرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ کے احاطہ خاص میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

(الفضل ۲۴ مئی ۱۹۷۷ء)

آپ کو خدا تعالیٰ نے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

۱۔ محترم نواب محمد احمد خان صاحب۔ (۲) محترم نواب مسعود احمد خان صاحب۔ (۳) محترمہ حضرت سیدہ نواب منصورہ بیگم صاحب نوراللہ مرقدھا حرم سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث نوراللہ مرقدہ۔ (۴) محترمہ سیدہ نواب محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر مرزا منصور احمد صاحب۔ (۵) محترمہ سیدہ آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب۔

حضرت سیدہ موصوفہ سلسلہ کی ان بزرگ ہستیوں میں شامل تھیں جنہیں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے براہ راست تعلق و نسبت کا فخر بھی بخشا تھا اور بلند پایہ اور لطیف روحانی اور ادبی ذوق سے بھی نوازا تھا۔ آپ کا شعری کلام تصوف و روحانیت کی نازک خیالیوں اور لطافتوں سے لبریز اور سوز و گداز میں ڈوبا ہوتا تھا۔ آپ کی شعری خدمات کا سلسلہ ۱۹۲۴ء میں شروع ہوا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یورپ کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ آپ کی روح پرور نظموں کا مجموعہ درعدن کا نام سے ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

شعری خدمات کے علاوہ حضرت سیدہ مرحوم سلسلہ احمدیہ اور سیدنا حضرت مسیح موعود کے مبارک زمانہ کے متعلق اور خصوصاً حضور کی پاکیزہ گھریلو زندگی کے بارے میں بہت سے نہایت قیمتی روایات کی امین تھیں چنانچہ ذکر حبیب کے محبوب موضوع پر آپ نے جو گرانقدر مضامین یا خطاب فرمائے وہ خاص شان اور عظمت کے حامل ہیں اور سلسلہ کے لٹریچر میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔ نظم اور نثر دونوں میں آپ کی ایک مخصوص اور منفرد طرز نگارش تھی۔ آپ کی زبان نہایت نفیس۔ پاکیزہ۔ شگفتہ اور سوزوگداز اور روحانیت سے معمور تھی جو درحقیقت حضرت مسیح موعود کی پرسوز دعاؤں کا اثر اور حضرت اماں جان نوراللہ مرقدھا کی حسن تربیت کا فیض تھا۔

حضرت سیدہ موصوفہ کے وجود باجود کا شمار ان نیک اور بزرگ ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "قلیل من عبادی الشکور" اللہ تعالیٰ ہمیں اس بابرکت وجود کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ

"دُختِ کرام"

(تحریر:۔ ل۔ ہاشمی)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مئی 1904ء میں الہام ہوا دختِ کرام چنانچہ اس الٰہی بشارت کے مطابق 25 جون 1904ء کو حضرت صاحبزادی سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔ حضرت بانی سلسلہ نے آپ کی پیدائش کو

اپنی صداقت کا چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔ فرمایا

"چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام۔ چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 218)

آپ حضرت بانی سلسلہ اور حضرت اماں جان کی دختر نیک اختر۔ حضرت سیدنا فضل عمر کی ہمشیرہ اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی پیاری پھوپھی جن کی وفات پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "آپ میری والدہ تھیں جو مجھ سے جدا ہو گئیں"۔ آپ حضرت بانی سلسلہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں آپ اس روحانی ماحول میں پلیں بڑھیں کہ جس کا اوڑھنا بچھونا ہی قال اللہ اور قال الرسولؐ تھا۔ چھوٹی عمر میں ہی قرآن کریم ختم کر لیا اور شادی کے بعد میٹرک۔ ادیب عالم اور ایف۔اے کے امتحان پاس کئے۔

آپ کا نکاح 7 جون 1915ء میں مکرم حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ابن حضرت حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پڑھا۔ نکاح کے وقت چونکہ عمر کم تھی اس لئے رخصتی 26 فروری 1917ء کو قریباً تیرہ سال کی عمر میں ہوئی۔ 18 ستمبر 1961ء کو حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ایک لمبی علالت کے بعد 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے اور اس طرح کم و بیش 45 سالہ یہ دور رفاقت عارضی طور پر منقطع ہو گیا۔

محترمہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ پاکستان آپ کے بارے میں فرماتی ہیں

"حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ میری پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ہم دونوں کی عمر میں بہت فرق تھا لیکن عمر کے فرق کے باوجود ہم دونوں بے تکلف تھیں۔ میری سلائی اچھی تھی۔ آپ نے اپنی چھوٹی بچیوں کے کئی فراک مجھ سے سلوائے۔ پھر حضرت سیدنا فضل عمر کے ساتھ شادی کے بعد نند کا رشتہ بھی ہو گیا۔ عمر کے ساتھ ساتھ میرے دل میں آپ کی عزت اور احترام بڑھتا ہی چلا گیا....."۔

نیز آپ فرماتی ہیں "حقیقت یہ ہے کہ میری تو تربیت ہی میرے سسرال میں ہوئی اور حضرت اماں جان کی ذاتی توجہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے بہت کچھ سیکھا۔ آپ بہت وسیع القلب، بہت خوش اخلاق اور بہت وسیع النظر تھیں۔ ایک دفعہ بعض غلط فہمیوں کی بناء پر میرے اور میرے ایک عزیز کے درمیان کچھ کشیدگی ہو گئی آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اپنی خداداد فراست سے کام لیتے ہوئے وہ کشیدگی فوراً دور کر دی۔ آپ میں برداشت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے شوہر اور داماد کی المناک وفات کے دو بڑے صدمے زندگی میں برداشت کئے۔ جس سے آپ کی صحت دن بدن گرتی چلی گئی۔ (مصباح جنوری فروری ۱۹۸۸ء سیرت نواب امۃ الحفیظ صفحہ ۲۷-۲۸)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ آپ کے بارے میں رقم طراز

ہیں۔

"جب دارالانوار میں ہماری کوٹھی بنی تو اتفاق سے انہی دنوں میں باجی جان دارالحمد میں رہائش پذیر تھیں۔ ہم اتفاقاً چند دنوں کے لئے آئے ہوئے تھے۔ میں نے بڑی منت سماجت اور ضد کر کے اپنی اماں مرحومہ سے اجازت لی کہ مجھے سکول جانے دیں چنانچہ اجازت ملنے پر بذریعہ تانگہ سکول آمدورفت کا انتظام ہوا۔ جب حضرت باجی جان کو پتہ چلا تو فوراً میری اماں کو کہلا بھیجا کہ بچیوں کو دھوپ لگ جائے گی ان کو ٹھنڈی جگہ کی عادت ہے۔ میری بیٹیاں کار میں، سکول جاتی ہیں آپ تکلف نہ کریں اور ہرگز کسی بات کا احساس نہ کریں تو یہ کار، آپ کی دونوں بچیوں کو بھی لے لے گی۔ اکٹھے سب کی آمدورفت ہوگی سو اسی طرح چند روز ہوتا رہا اور پھر ہم واپس چلے گئے یہ آپ کی انتہائی نیکی و تقویٰ اور بے لوث ہمدردی کی زندہ مثال ہے۔ بڑے خلوص سے ہمیں تانگے میں دھوپ کی کوفت سے بچانے کے لئے اپنی گاڑی کی OFFER کرنا"۔ (مصباح جنوری فروری ۱۹۸۸ء سیرت نواب امۃ الحفیظ صفحہ ۳۱)

"حضرت باجی جان خود بڑی دعا گو تھیں۔ باوجود اپنے ایک خاص مقام کے سلسلہ کے بزرگوں کی بہت قدر دان اور ان کو اکثر دعاؤں کے خط لکھا کرتیں یا دعاؤں کی تاکید کے ساتھ پیغام بھجوایا کرتیں"۔

نیز حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ فرماتی ہیں

"سیدنا فضل عمر کے وصال پر جب میری عدت کے دن پورے ہوئے تو اس سے ایک دن پہلے صبح ہی صبح میرے گھر آئیں اور ایک سینٹ کی شیشی میری ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی میں چونکہ کمرے میں موجود نہ تھی اس لئے میری کارکنہ کو پیغام دیا کہ "مہر آپا کو کہنا کہ آج تمہاری عدت ختم ہے۔ نہاؤ کپڑے بدلو اور یہ سینٹ جو میں تمہارے لئے لائی ہوں یہ استعمال کرو اور آج کے دن سے میں تمہیں ہمیشہ کی طرح اچھے لباس میں دیکھوں۔ تم اسی طرح اوڑھو، پہنو جہاں تک خدا تعالیٰ کا حکم تھا وہ آج کے دن تک پورا ہو گیا اور بس"۔

اور پھر اس کے بعد ایک دوسرے موقع پر مجھے کہا تم نے میری بات نہیں سنی اور نہ اس پر پوری طرح عمل کر رہی ہو۔ دیکھو سب کچھ پہنو اوڑھو، بیٹوں کی مائیں ہمیشہ سہاگنیں ہی ہوتی ہیں۔

اور ایسی بات جب ہی ہو سکتی ہے۔ جب کسی کے معصوم دل میں انتہائی خلوص و شفقت کے علاوہ اس کے لئے شدید درد ہو اور یہ باجی جان کی ہی شان تھی جنہوں نے اپنے مقام کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہوئے میری اس طور دلداری کی"۔ (مصباح سیرت نواب امۃ الحفیظ صفحہ ۳۴-۳۵)

ان کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ آمنہ طیبہ صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب فرماتی ہیں

"امی جان بحیثیت بیوی نہایت ہی محبت کرنے والی نہایت گہرا خیال رکھنے والی بیوی تھیں۔ جو بھی حالات پیش آئے آپ نے ان کو بشاشت کے ساتھ برداشت کیا اور ہر رنگ میں ابا جان کا ساتھ دیا ابا جان کی تیرہ سالہ علالت میں ٹرینڈ نرسوں کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ابا جان کا خیال رکھا اور اپنی بشاشت کو قائم رکھا اور ابا جان کو کسی تکلیف کا احساس نہیں ہونے

دیا۔

بحیثیت منتظمہ ان میں غیر معمولی انتظامی قابلیت تھی اور بستر پر لیٹے لیٹے بھی سب انتظام اسی طرح کرواتیں کہ بیمار کا گھر نہیں لگتا تھا۔ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے اکٹھا سامان منگوا کر رکھنا۔ اچانک آنے والے مہمانوں کے کھانے بھی کچے پکے پکا کر رکھنے اور بستروں کا انتظام وغیرہ ہمیشہ وقت سے پہلے تیار کروا کے رکھے ہوتے تھے۔ (مصباح سیرت نواب امۃ الحفیظ صفحہ ۴۴-۴۶)

بہت تقویٰ شعار اور خدا سے بے حد پیار کرنے والی بیحد صابر وشاکر کبھی کسی کا برا نہیں چاہا تھا۔ جس سے ایک دفعہ تعلق ہو جائے اس کو ہمیشہ نبھاتی تھیں۔ معاملہ کی بہت صاف تھیں۔ ہمیشہ صاف اور کھری بات کہنے کی عادی تھیں اللہ تعالیٰ پر خاص توکل تھا۔ حضرت اقدس کے الہام دخت کرام کی حقیقی تصویر تھیں۔ خلافت احمدیہ کا بے حد احترام تھا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ جو ان کے بچوں سے بھی چھوٹے تھے مگر جب خدا تعالیٰ نے ان کو خلافت کے منصب پر فائز کیا تو ان کے لہجے میں ان کے لئے بے حد ادب اور احترام پیدا ہو گیا اور اپنے بچوں کو نصیحت کی کہ ساری برکتیں امام وقت کی اطاعت میں ہیں اور ان کا ہر حکم تمہارے لئے عبادت ہے۔ (مصباح سیرت نواب امۃ الحفیظ صفحہ ۵۱)

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی چھوٹی صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ ان کے بارے میں لکھتی ہیں

"میرے ابا حضرت عبداللہ خان صاحب ایک مثالی خاوند تھے۔ انہوں نے حقیقت میں میرے دادا ابا حضور کی ہر نصیحت پر عمل کیا اور حضرت اقدس کی بیٹی کے شایان شان خاوند بن کر دکھایا۔ محبت کے ساتھ ساتھ ان کا ہمیشہ عزت واحترام ملحوظ رکھا۔ میں نے اکثر ابا کو کہتے سنا کہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ میرے جیسے نوابی خاندان کے لوگ دھکے کھاتے پھرتے ہیں مجھے تو جو کچھ ملا حضرت اقدس کی بیٹی کے طفیل ملا۔ آپا سیدہ بشریٰ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ابا امی کے ساتھ وہ اور آپا قدسیہ ڈلہوزی میں سیر کے لئے جا رہے تھے۔ راستے میں امی کی جوتی کا تسمہ کھل گیا۔ ابا نے فوراً جھک کر تسمہ باندھ دیا اور پھر ان لڑکیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "یہ امید اپنے خاوندوں سے نہ لگا بیٹھنا میں تو ان کی عزت حضرت اقدس کی بیٹی سمجھ کر کرتا ہوں"۔ غرض ایسے بے شمار واقعات ہیں لیکن امی نے بھی صحیح معنوں میں حضرت اقدس کی بیٹی بن کر دکھایا۔ ابا کی طویل اور خطرناک بیماری میں جس قدر پیار محبت اور جان فشانی سے انہوں نے شوہر کی خدمت کی وہ اہلی زندگی کے لئے ایک قابل تقلید مثال ہے"۔ (مصباح جنوری فروری ۱۹۸۸ء صفحہ ۵۹)

مکرم نواب محمد عبداللہ خان صاحب فرماتے ہیں

"جب میں اپنی بیوی کی محبت اور وفا کو دیکھتا ہوں تو اکثر ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہوں۔ وہ شہزادیوں کی طبیعت رکھتی ہیں۔ ان میں نخوت و تکبر رائی کے برابر نہیں۔ لیکن کبریائی ان میں دیکھتا ہوں۔ وہ بہت ذہین ہیں اور جس سے گفتگو کرتی ہیں اس کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہیں۔ خاوند پر کبھی ناجائز بوجھ نہیں ڈالتیں۔ بلکہ

اپنے خاوند کے فکر و ہم و غم میں پوری ہمدرد اور مونس ساتھی کا کام دیتی ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ عزیزوں رشتہ داروں سے نیک سلوک کر کے حظ اٹھاتی ہیں۔ صبر و شکر ان کا شیوہ ہے۔ بغض و حسد و کینہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اللہ سے ان کو محبت ہے اور اللہ کی محبت میں وہ سرشار ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ چار سال کی عمر میں اس کو اپنے مولا کے سپرد کر گئے تھے۔ جب سے ہی وہ اپنے مولیٰ کی گود میں نہایت پیار سے رہتی ہیں۔ اور میری راحت کا موجب بنی ہوئی ہیں۔ وہ اللہ کی صفت حفیظ کی پوری پوری تجلی ہیں"۔ (سیرت حضرت نواب عبداللہ خان صاحب صفحہ۸۶)

"میری دعاؤں اور نیک خواہشوں کا وہی بچہ حقدار ہوگا جو اپنی ماں کی خدمت کو جزو ایمان اور فرض قرار دے گا ان کی ماں معمولی عورت نہیں میں نے ان کے وجود میں اللہ کی تجلیات کو کار فرما دیکھا ہے ہر وقت اور ہر مشکل کے وقت ان کی ذات کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کا محور پایا۔ پس میرے بچے میرے بعد ان کو خوش رکھیں گے اور ان کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ان کے ساتھ میری نیک آرزوئیں اور دعائیں ہوں گی جو بچے ان کو ناراض کریں گے وہ میری روح کو بھی دکھ دیں گے۔ میں اس سے دور وہ مجھ سے دور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد کو اپنی رضا کے تحت ماں کی خدمت کی توفیق دے"۔ (سیرت نواب عبداللہ خان صاحب صفحہ ۸۷-۹۶)

گلشن احمد کا آخری پھول حضرت بانی سلسلہ کی ذریت طیبہ کی آخری نشانی۔ حضرت اماں جان کی بے انتہا لاڈلی۔ خدا تعالیٰ سے دخت کرام کا لقب پانے والی یہ مبارک وجود مکرمہ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو تقریباً تراسی سال کی عمر میں اس عالم فانی سے رحلت فرما کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

ان کی وفات کے دو روز بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۸۷ء کو ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم بہت پاک خو اور پاک شکل تھیں اور حضرت بانی سلسلہ کی اولاد میں آپ کو اپنا ایک رنگ عطا ہوا تھا۔ جس میں بہت ہی جاذبیت تھی۔ بہت ہی پیار کرنے والی طبیعت تھی۔ عمر کے ہر طبقہ کے لوگوں سے آپ کے حسن سلوک کا دائرہ آپ کی محبت اور رحمت اور شفقت کے نتیجہ میں بہت ہی وسیع تھا بچپن میں ہم آپ کو چھوٹی پھوپھی کہا کرتے تھے۔ بعد میں بھی ابھی تک چھوٹی پھوپھی جان ہی کہتے تھے۔ چھوٹی پھوپی جان سے بچوں کو خصوصیت سے بڑا لگاؤ تھا۔ حضرت بڑی پھوپھی جان اور بچوں کے درمیان ایک رعب کا پردہ حائل رہتا تھا۔ حضرت بڑی پھوپھی جان کو اللہ تعالیٰ نے ایک غیر معمولی رعب بھی عطا فرمایا تھا۔ بعض طبیعتوں میں بچوں کے ساتھ ملنے جلنے کا جو غیر معمولی مادہ ہوتا ہے وہ حضرت چھوٹی پھوپھی جان میں خصوصیت کے ساتھ زیادہ تھا۔ اس لئے بچے طبعاً آپ کے ساتھ بہت جلد مانوس ہو جایا کرتے تھے۔ پھر آپ کو عادت تھی کہ بچوں کو بلا کے ان سے کھیلنا چھوٹی چھوٹی باتیں کرنا اور ان کو چھیڑنا۔ اس میں ان کی

بچیاں بھی شامل ہو جایا کرتیں تھیں۔ اس لئے حضرت سیدنا فضل عمر کے بچوں کا حضرت پھوپھی جان کے ساتھ بچپن میں ہی غیر معمولی تعلق رہا اور ہمارے باقی چچاؤں کی اولاد کا بھی اس پہلو سے بہت تعلق تھا حضور فرماتے ہیں "میرے لئے بطور خاص یہ ایک بہت ہی صبر آزما خبر تھی اس لئے کہ حضرت پھوپھی جان کی خواہش تھی اور میں جانتا ہوں کہ میری خواہش کے جواب میں تھی یعنی جو مجھے ان سے محبت تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا فرمائی کہ وہ مجھے دوبارہ دیکھیں اور گلے لگائیں۔ چنانچہ اپنے خطوں میں جو انہوں نے لکھوائے ان میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تمہیں دوبارہ دیکھوں اور خود گلے لگا سکوں۔ یہ عجیب بات ہے کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ ان خواہشوں کو خاص رنگ میں پورا فرما دیتا ہے۔ دنیا والوں کو اس بات کا پوری طرح احساس نہیں ہوتا لیکن اللہ کے رنگ نرالے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ روحانی طور پر خواہشات کو اسطرح حیرت انگیز طریقے سے پورا فرماتا ہے کہ جن کو تجربہ ہو وہی جانتے ہیں کہ یہ کس دنیا کی باتیں ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ مئی ۱۹۸۷ء)

وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے

خلافتِ احمدیہ رابعہ کی تحریکات

(ترتیب و تحریر: حافظ راشد جاوید صاحب)

۱۔ ۱۳جون ۱۹۸۲ء

فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

۲۔ ۱۸اکتوبر ۱۹۸۲ء

احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تیسرے سالانہ کنونشن میں سپین میں وقف عارضی کرنے کی تحریک۔

۳۔ ۲۹اکتوبر ۱۹۸۲ء

غرباء کے گھر بنانے کے لئے "بیوت الحمد" منصوبے کا بیت الاقصیٰ میں اعلان فرمایا۔

۴۔ ۵نومبر ۱۹۸۲ء

تحریک جدید کے دفتر اول اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک کی

۵۔ ۵نومبر ۱۹۸۲ء

انصار اللہ کو ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کرنے کی تحریک۔

۶۔ ۲دسمبر ۱۹۸۲ء

غیروں کے اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے علمی تحریک کا اعلان۔

۷۔ ۱۵دسمبر ۱۹۸۲ء

امریکہ میں مشنز اور بیوت کی تعمیر کے لئے اڑھائی ملین جمع کرے کی تحریک اپنی طرف سے پانچ ہزار ڈالر دینے کا اعلان۔

۸۔ ۲۷دسمبر ۱۹۸۲ء

روزنامہ الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار تک پہنچانے کی تحریک۔

۹۔ ۲۸جنوری ۱۹۸۳ء

تحریک دعوت الی اللہ کا منظم آغاز۔ ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک

۱۰۔ ۲۰اپریل ۱۹۸۳ء

کینیڈا میں مشن اور بیوت الذکر کی تعمیر کے لئے جماعت کینیڈا کو ۷ لاکھ ڈالر جمع کرنے کی تحریک۔

۱۱۔ ۱۲جولائی ۱۹۸۳ء

عید کے موقع پر غرباء کو اپنی خوشیوں میں شامل کرنے کی تحریک

۱۲۔ ۱۱نومبر ۱۹۸۳ء

بیوت الحمد میں وسعت کا اعلان ایک کروڑ روپیہ جمع کرنے کی تحریک

۱۳۔ ۴فروری ۱۹۸۴ء

جلسہ سالانہ میں بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر پانچ سو دیگوں کے لئے اخراجات مہیا کرنے کی تحریک۔ حضور نے اپنی طرف سے پانچ دیگوں کا وعدہ لکھوایا۔

۱۴۔ ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء

ریٹائرڈ احباب کو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک۔

۱۵۔ ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء

دو نئے یورپین مراکز کے قیام کی تحریک۔ پہلے یہ صرف یورپ کی جماعتوں کے لئے تھی۔ ۲۹ مئی کو حضور نے اسے عام کرنے کا اعلان فرمایا۔

۱۶۔ ۹ نومبر ۱۹۸۴ء

افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کے لئے امداد کی تحریک

۱۷۔ ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء

حفظ قرآن کریم کی تحریک

۱۸ ۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء

حضور نے نستعلیق کمپیوٹر کے لئے ڈیڑھ لاکھ برطانوی پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔

۱۹۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

وقف جدید کے دائرہ کو وسیع کرتے ہوئے ساری دنیا کو وقف جدید میں شامل ہونے کی تحریک

۲۰۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

سندھی احمدی زمین داروں کو وقف عارضی کرنے کی تحریک

۲۱۔ ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء

اسیران راہ مولیٰ کے لئے سیدنا بلال فنڈ کا قیام

۲۲۔ ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء

توسیع مکان بھارت فنڈ کی تحریک

۲۳۔ ۸ اگست ۱۹۸۶ء

سیرت النبیؐ کے جلسہ جات دوبارہ جاری کرنے کی تحریک

۲۴۔ ۲۲ اگست ۱۹۸۶ء

بھارت میں تحریک شدھی کے خلاف جہاد کرنے کی تحریک

۲۵۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء

السلویڈور میں زلزلہ سے متاثر افراد کے لئے نیز یتامی کے لئے امداد کی تحریک

۲۶۔ ۱۶ جنوری ۱۹۸۷ء

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر کے لئے عالمی لجنات، انجمنوں اور مردوں کو چندہ دینے کی تحریک

۲۷۔ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء

نئے برسر روزگار آنے والے نئے احمدیوں اور نئے ممالک کی جماعتوں کو صد سالہ جوبلی میں شامل کرنے کی تحریک

۲۸۔ ۳۰ جنوری ۱۹۸۷ء

صد سالہ جوبلی سے پہلے ہر خاندان کو مزید ایک خاندان خدا کے حضور پیش کرنے کی تحریک

۲۹۔ ۶ فروری ۱۹۸۷ء

جوبلی سے قبل ہر ملک کو ایک عمارت تعمیر کرنے کی تحریک

۳۰۔ مارچ ۱۹۸۷ء

جنوبی امریکہ میں وقف عارضی کرنے کی تحریک

۳۱۔ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء

اگلی صدی میں داخلہ سے پہلے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کرنے کے لئے "تحریک وقف نو" کا قیام

۳۲۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۷ء

بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ پر ظلم کے جواب میں حضور نے ولولہ انگیز پروگرام کا اعلان فرمایا۔ کئی کئی تحریکات جاری فرمائی مثلاً بیوت الذکر کی تعمیر۔ بحالی وسعت اور بیت الحمد میں نئے منصوبے

۳۳۔ ۴ دسمبر ۱۹۸۷ء

اسیران راہ مولیٰ کی خاطر ساری دنیا کے اسیران کی بہبود کے لئے کوشش کرنے کی تحریک

۳۴۔ یکم جنوری ۱۹۸۸ء

جماعت احمدیہ کو جمعہ کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ دلانے کی تحریک نیز یورپین ممالک میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے رخصت لینے کی تحریک

۳۵۔ ۲۲ جنوری ۱۹۸۸ء

گیمبیا میں "نصرت جہاں تنظیم نو" کی تحریک کا اعلان

۳۶۔ ۴ اگست ۱۹۸۸ء

اہل سپین کو پیغام حق پہنچانے کے لئے حضور نے سپیش سیاحوں کی میزبانی کے لئے دنیا بھر کے احمدی احباب کو اپنی خدمات پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

۳۷۔ ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء

نوجوان نسل میں کثرت سے صحافی پیدا کرنے کی تحریک

۳۸۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء

تحریک وقف نو میں دو سال کا اضافہ کم از کم پانچ ہزار بچے واقفین نو کے طور پر خدا کے حضور پیش کرنے کی تحریک

۳۹۔ ۲ جون ۱۹۸۹ء

سیرالیون کے ملک کی مفلوک الحال دور ہونے کے لئے وہاں کے صدر کی درخواست پر خصوصی دعاؤں کی تحریک

۴۰۔ ۷ جولائی ۱۹۸۹ء

تمام احمدی جماعتوں کو واشنگٹن کی بیت الذکر کی تعمیر میں حصہ لینے کی تحریک

۴۱۔ ۱۲ اگست ۱۹۸۹ء

افریقہ اور ہندوستان کے لئے پانچ کروڑ روپے اکٹھے کرنے کی تحریک

۴۲۔ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء

ذیلی تنظیموں کو پانچ بنیادی اخلاق اور عبادات کے قیام کے لئے خصوصی تحریک

۴۳۔ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء

واقفین نو بچوں کو کم از کم تین زبانیں سکھلانے کی تحریک ایک مقامی زبان ہو (ii) عربی۔(iii) اردو۔

۴۴۔ جون ۱۹۹۰ء

ایران میں زلزلہ میں خوفناک تباہی پر حضور ایدہ اللہ کی طرف سے جماعت احمدیہ بھارت کو ایران کے مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے امدادی رقوم بھجوانے کی تحریک

۴۵۔ ۱۵ جون ۱۹۹۰ء

روس کے لئے واقفین زندگی نیز روسی جو دنیا میں پھیلے پڑے ہیں اور جو مشرقی یورپ کے باشندے باہر کی دنیا میں ملتے ہیں ان سے رابطہ بڑھانے کی تحریک

۴۶۔ ۳ اگست ۱۹۹۰ء

خلیج کے بحران کے ضمن میں عالم اسلام کے مسائل دور ہونے کے لئے احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک

۴۷۔ ۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء

افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک کے لئے امداد کی تحریک مرکزی طور پر جماعت احمدیہ کی طرف سے دس ہزار پونڈ کی فوری پیشکش

۴۸۔ ۲۶ اپریل ۱۹۹۱ء

نائیجیریا' غانا اور سیرالیون میں آئے ہوئے لائبیریا کے مہاجرین کی امداد کی تحریک

۴۹۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء

روس میں دعوت الی اللہ کے لئے کثرت سے وقف عارضی کرنے کی تحریک

۵۰۔ ۲۶ دسمبر ۹۱ء

ہندوستان میں نو احمدیوں کی تربیت کے لئے ریٹائرڈ لوگوں کو زندگیاں وقف کرنے کی تحریک۔

۵۱۔ ۲۸ ر اگست ۹۲ء

جماعت احمدیہ کے زیر انتظام خدمت خلق کی عالمی تنظیم قائم کرنے کا اعلان۔

(نوٹ : اس فہرست کو حتمی اور ہر لحاظ سے مکمل نہیں کہا جا سکتا)

دُعائے مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ تحریر ہے کہ مکرم شفیق احمد صاحب جاوید قائد مجلس خدام الاحمدیہ فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور مورخہ ۹ ستمبر کی شام کو ویگن کے نیچے آجانے سے موقعہ پر ہی انتقال کر گئے۔ موصوف خدام الاحمدیہ کی ایک میٹنگ میں شرکت کے لیئے جا رہے تھے کہ ویگن پر سوار ہوتے وقت پاؤں پھسلا اور ویگن کے نیچے آگئے۔ جمعرات دس بجے شاہدرہ ٹاؤن میں جنازہ پڑھا گیا جس کے بعد جسد خاکی کو تدفین کیلئے ربوہ لایا گیا۔ موصوف ایک بے نفس خادم سلسلہ تھے۔ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے اور اُن کی بلندی درجات کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

Real
Appetizer!
Delicious & Spicy
TOMATO KETCHUP
NEW
DELICIOUS! SPICY! APPETIZING
Shezan
TOMATO KETCHUP
Shezan
Tomato
Ketchup
We don't add water
we add more tomatoes
The largest processors of fresh fruit products in Pakistan — Shezan
Shezan International Ltd, Bund Road, Lahore

MONTHLY KHALID RABWAH

REG.NO.L.5830 EDITOR SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ OCT.92